



از: دیانور

اظطرار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اضطرار

دیا نور

(میری پہلی تحریر کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو درگزر فرمائیں اور اپنی رائے کا اظہار کریں)

قسط نمبر 1

یہ جنوری کی ایک اور سرد ترین شام ریشیاء کے دار الخلافہ مُور کو پر اُتری تھی۔ برف باری رُک چکی تھی اور اس کے بعد چلنے والی ہواؤں میں اس قدر خنکی تھی گویا ہڈیوں کو جما دینے کی سازش میں مشغول ہو۔ ایسے میں ایک پُرکشش ایشیائی نقوش کی حامل لڑکی رنگت میں سرخیاں گھولے لڑکھڑاتی چال کے ساتھ ہاسٹل کی منزل میں داخل ہوئی۔ گہری نارنجی رنگ کے لونگ کوٹ، لونگ بوٹ، حجاب اور سبز رنگ کی اونی ٹوپی پہنے وہ ایک انسانی شکل میں چلتی پھرتی گاجر کا منظر پیش کر رہی تھی۔ اندر ہیٹنگ سسٹم کی وجہ سے باہر کے مقابلے کم سردی محسوس کرتے اس نے شکر کا سانس لیا۔ ہاتھ میں پکڑے فاسٹ فوڈ کے شاپر کو دوسرے ہاتھ سے ٹٹولتے ہوئے اس پانچ فٹ دو انچ کی لڑکی کے تاثرات رونے والے ہو گئے تھے۔

"یا اللہ پاک! میرے ساتھ یہ سانحہ نہیں ہو سکتا پلیز کوئی معجزہ کر دیجئے اور یہ پڑا پھر سے گرم ہو جائے۔۔ آمین، آمین!"

چلتے ہوئے محترمہ مسلسل خود سے باتیں کرنے میں مگن ارد گرد موجود لڑکیوں سے بے نیاز چلتی جا رہی تھی۔ پاس سے گزرتی لیزا اس کا سرخ گال کھینچ کر ہنستی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

جب کہ وہ لڑکی اب اس کی عادی ہو چکی تھی تب ہی ہلکی سی مسکراہٹ اچھالی اور مزید سرخ ہوتی آگے بڑھی۔ لیزا کو یہ ایشین لڑکی کافی کیوٹ لگتی تھی، کم گوثر میلی سی۔ آگے بڑھتے لڑکی کی باتیں ایک بار پھر سے شروع ہو چکی تھیں۔ آں ہاں! وہ خود سے اپنے ذہن میں باتیں نہیں کرتی تھی بڑبڑا کر نہیں۔ سوائے اپنے دوست اور والدین کے سب کے لئے کم گو ہی تھی۔

"توبہ، توبہ! کتنی ٹھنڈ میری تو ٹانگیں ہی سُن ہو گئی ہیں۔ قدم ایک جگہ پر رکھو پڑتا کہیں جا کر ہے ایسے لگ رہا ہے نشہ کر کے چل رہی ہوں۔ استغفر اللہ! اللہ نہ کرے کہ میں کبھی نشہ کروں۔ اُف! ویسے ہم ایشیائی اور افریقی لوگوں کی اعضاء ہی کیوں سن ہوتے ہیں؟" جی تم محترمہ کو اُدور تھکنگ کا مسئلہ درپیش ہے۔

"چلو رات کو سونے سے پہلے سرچ کر لو گی۔ نہیں، نہیں بلکہ میرے پاس تو جیتا جاگتا انسائیکلو پیڈیا ہے ان سے پوچھوں گی۔"

لفٹ میں داخل ہوتے ایک بار پھر سے ٹھنڈے پزے کو کسی معجزے کی آس میں چیک کیا تو ٹھنڈا ہی تھا۔ تیسرے فلور پر لفٹ رکتے ہی جب وہ باہر نکلی تو تاثرات پھر سے رونے والے تھے۔

"توبہ! پھر سے اسے گرم کرنا پڑے گا۔ اور انہیں چکروں میں موٹو آدھا چٹ کر جائے گی۔"

انہیں دکھ بھری سوچوں میں راہداری مڑتے وہ اپنے کمرے کی سامنے تھی۔ کارڈ سواپ کر کے دروازہ جو نہی کھولا تو منہ مزید لٹک گیا کیوں کہ سامنے ہی موٹو بیٹھی تھی جس کی نظر اب شاپر پر پڑ چکی تھی۔ ابھی وہ موٹو کی للچائی نظروں سے شاپر بچاتی کے دائیں طرف سے آنے والی آواز پر مڑی۔

"ارے عائشہ! کہاں رہ گئی تھی تم؟ میں کب سے کال کر رہی ہوں تم پک کیوں نہیں کر رہی تھی؟ کتنا ٹائم ہو گیا تھا تمہیں گئے اب میں خود بھی تمہارے پیچھے آنے والی تھی۔"

وہ کچھ فکر مندی، خفگی، اور غصے سے پوچھ رہی تھی۔ عائشہ نے اسے دیکھا وہ واقعی کوٹ، شوز اور حجاب پہنے تیار کھڑی تھی۔ اسے اس کی فکر مندی پر ٹوٹ کر پیار آیا تو وہ اپنی چیزیں ٹیبل پر رکھتے اس کے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔

"توبہ آپو! آپ بھی ناب میں بچی تھوڑی ہو؟"

"بالکل آپ بڑی ہو چکی ہیں اور آپ کو کم از کم اسی لحاظ سے کچھ احساسِ ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انسان فون ہی اٹھا لیتا ہے"

انعم نے عائشہ کی بانہیں گلے سے نکالتے نرمی سے کہا مگر وہ جان گئی تھی کہ وہ اس سے کچھ خفا ہے۔ کیونکہ وہ عائشہ کو خفگی میں "آپ" کہہ کر ہی مخاطب کرتی تھی۔

"اچھا! آئندہ خیال رکھوں گی"

اپنے معصوم نقوش پر مزید معصومیت طاری کرتے عائشہ نے بنانا چاہا۔ جس میں وہ کامیاب بھی رہی کیوں کہ انعم اس سے زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔

"اوکے! بیٹھو اب چینج کر لو پڑا ٹھنڈا ہو گیا ہو گا میں گرم کر کے لاتی ہوں۔"

انعم نے عائشہ کو دیکھتے کہا۔

"ہاں یہ۔۔۔۔"

شاہر پکڑنے کے لیے مڑتے عائشہ کے الفاظ ادھورے اور منہ کھلا رہ گیا کیونکہ رتھ بقول عائشہ کی "موٹو" چھ میں سے چار ٹھنڈے ہی سلاٹس کھا چکی تھی۔ ہم بھی دیکھ چکی تھی اور ایک گھنٹے کا منظر سوچ کر کوفت آنکھیں گھما گئی تھی۔

"توبہ! تم سارا کھا گئی؟"

صدے میں عائشہ کے جملے مزید مختصر ہوتے تھے۔ لیکن "توبہ" اس کا تکیہ کلام وہ زیادہ تر جملوں میں فٹ کر ہی لیتی تھی۔

"سارا نہیں صرف تین پیس ایک میں نے لیا کو بھی دیا تھا"

رُتھ نے اپنی صفائی اور اپنے بیڈ پر سامان پیک کرتی لیا کو بھی بیچ میں گھسیٹا۔

"میرا اتنا دل کیا، اتنی ٹھنڈ میں میں لائی، تم کیوں اتنا کھاتی ہو موٹو؟"

مختصر جملوں میں عائشہ رُتھ پر پھٹ چکی تھی اتنی اونچی آواز کہ ان تینوں نے واضح سنی۔ جی ہاں! کیونکہ اسکی آواز کافی دھیمی تھی مگر غصے میں آج انہوں نے اسکی نارمل آواز سننے کا شرف حاصل کیا تھا۔

"اینم اسے سمجھا لو کہ مجھے موٹو نہ کہے۔ اس دنیا کو تو میرا وجود برداشت ہی نہیں ہے۔ کیا اب یہ بھی ایسے کرے گی؟"

رُتھ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جمع ہو چکے تھے۔ مگر یہ بات بھی قابلِ غور تھی کہ انہوں نے ڈیڑھ سال کی تاریخ میں کبھی رُتھ کے اصلی آنسو دیکھنے کا شرف حاصل نہیں کیا تھا۔

"عائشہ چھوڑو نا! وہ موٹو نہیں بس تھوڑی صحت مند ہے۔ تم یہ دو سلاٹس کھا لو۔"

رُتھ کے ڈرامے کی حقیقت جانتے بھی انعم نے معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش کی مگر عائشہ کو آج شائد زیادہ ہی صدمہ لگا تھا ورنہ وہ اتنا اصرار نہیں کرتی تھی۔

"توبہ! آپو آپکو یہ ایک سو بیس کلو کی منی ہتھنی بس تھوڑی سی صحت مند لگتی ہے۔"

عائشہ نے "تھوڑی سی صحت مند" پر زور دیتے کہا۔ جہاں لیاؤ کو ہنسی کا دورہ پڑا تھا وہی عائشہ اب پرسکون ہو کر پھر سے کم گو، معصوم بچی بن کر بیٹھ چکی تھی جب کی انعم ایک مرتبہ پھر آنکھیں گھمانے پر مجبور ہو چکی تھی۔ کیوں کہ عائشہ محترمہ تو ایک جملے میں اپنا سارا غصہ نکال کر اب بچے سلاؤں کھا رہی تھی جبکہ رُتھ اب اگلا آدھا گھنٹہ جھوٹے آنسو بہاتے با آواز بلند ریاض فرمانے والی تھی جسے بند کروانا بہت مشکل کام تھا جو کہ انعم کو ہی کرنا تھا۔ کیوں کہ اس کے لئے یہ ماحول بے حد غیر آرام دہ ہوتا تھا سو اسے ہی اب رُتھ کو آدھے گھنٹے تک یقین دلانہ تھا کہ وہ صرف تھوڑی سی صحت مند ہے ورنہ رُتھ کے ریاض کا دورانیہ مزید بڑھ جاتا۔

رات کے آٹھ بجے مورو کو میں موجود لوہنی ٹاؤن کی ایلٹ کلاس بلڈنگ کے چوتھے فلور پر ایک اپارٹمنٹ کی بیل بجی۔

جسے سنتے ہی کچن میں موجود ایک نفیس سی خاتون کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور وہ دروازہ کھولنے چل دیں۔ دروازہ کھولتے ہی ایک پچاس پچپن سال کے بارعب اور اس عمر میں بھی فٹ دکھنے والے آدمی نے قدم رکھا۔

"السلام علیکم مہرو! کیسا گزرا آپ کا دن؟"

اشفاق صاحب نے مہر بیگم کو لیپ ٹاپ بیگ تھماتے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے پوچھا۔
 "الحمد للہ اچھا گزرا۔ آج تو پورا دن ہی تیاریوں میں گزر گیا ان دونوں کی چیزیں صاف کر کے سیٹ
 کیں۔ آج کا ڈنر اور کل کے لانچ کی تیاری کی بس ابھی کھیر بنانے والی تھی کہ آپ آ گئے"
 مہر بیگم بیگ رکھ کر گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے ساتھ ساتھ بتا رہی تھیں اور اشفاق صاحب کوٹ اتار
 کر کف فولڈ کرتے دھیمی مسکان کے ساتھ انہیں سن رہے تھے۔
 "مہربانی زوجہ"

مہر بیگم کے ہاتھ سے گلاس پکڑ کر بیٹھتے اشفاق صاحب نے کہا اور انکا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
 "اب آپ بیٹھیں آرام کریں تھک گئی ہوں گی اپنی شہزادیوں کے لیے میٹھا ہم خود بنیں گے"
 گلاس رکھ کر اشفاق صاحب شہنشاہی موڈ میں آتے مہر بیگم سے کہہ رہے تھے۔ اور مہر بیگم دلچسپی سے
 انہیں سن رہی تھیں۔
 "جو حکم عالی پناہ! مگر آپ بھی تھک گئے ہوں گے پہلے کھانا کھائیں اور پھر آپ چل کریں حضور۔ یہ
 داسی کھیر بنالے گی۔"
 مہر بیگم بھی کردار میں آچکی تھیں۔

"ہماری شہزادیاں آرہی ہیں اور ہمیں تھکاوٹ ہونا ممکن! اور ویسے بھی ہم بوڑھے نہیں ہوئے ابھی۔
 ہاں آپ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری مدد کروا سکتی ہیں ملکہ!"
 مہر بیگم کے ساتھ کچن میں جاتے ہوئے اشفاق صاحب بول رہے تھے اور مہر بیگم اب کھانا لگا رہی تھیں

"جیسا آپ چاہیں عالی جاہ ! اس معاملے میں آپ ہماری کہاں سنیں گے۔ بنا لیجئے گا لیکن کھانے کے بعد۔"

اشفاق صاحب ساتھ بیٹھتے مہر بیگم گویا ہتھیار ڈال دئے اور اشفاق صاحب کے شروع کرتے ہی خود بھی کھانا شروع کیا۔

"مہرو۔"

کچھ دیر بعد اشفاق صاحب کی سنجیدہ آواز سنائی دی تو مہر بیگم نے بھی سنجیدگی سے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا

"ہم آپکو اجازت نہیں دیتے کہ آپ ہماری ملکہ کو مزاح میں بھی داسی کہہ کر مخاطب کریں"

سنجیدگی سے انہیں دیکھتے اشفاق صاحب نے کہا تو مہر بیگم کے چہرے پر خوبصورت مسکان پھیل گئی۔

"جو حکم سر تاج"

مہر بیگم کے کہتے ہی اشفاق صاحب بھی مسکرائے اور دونوں کھانے میں مصروف ہو گئے مگر کچھ تھا جو مہر بیگم کی آنکھوں میں ہلکا سا چمکا تھا جو وہ نا مہسوس انداز میں جھپکا کر اندر اتار رہی تھیں، شاید نمی یا پھر شاید، شاید اس ننھے، حریف سے جملے میں چھپے مان پر اظہار تشکر۔

"ہاتھ پیر تب سن ہوتے ہیں جب ہماری nerves میں خون کا بہاؤ بہت کم ہو یا رُک جائے۔ جیسے اکثر ایک ہی حالت میں کافی دیر پنچوں کے بل بیٹھیں گے تو وہ سن ہو جائیں گے۔ کیونکہ تب وہاں موجود

nerves تک خون سہی سے نہیں جا پاتا۔ پھر جب اس سے دباؤ ہٹتا ہے تو سوئیاں چبھنے جیسا احساس ہوتا ہے۔ وہ خون کے دوبارہ ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ ہر انسان ایکسپیرینس کر سکتا ہے مگر ایشیا اور افریقہ میں یورپ کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ کچھ جیوگرافیکل اور کچھ موسم اور غذا کے فرق کی وجہ سے ہوتا ہے۔"

انعم عائشہ کا بیگ پیک کرتے ہوئے اسکے سوال کا جواب دے رہی تھی جبکہ عائشہ ہلکے زکام کے ساتھ ٹشو پکڑے کمفرٹر میں گھسی ہوئی تھی۔

"مگر ایلسا میری ٹانگیں تو چلتے چلتے سن ہو گئی تھیں۔"

"وہ سردی کی وجہ سے ایسا! کیونکہ سردی کی وجہ سے آپکی بوڈی کا ٹیمپریچر کم ہوا اور nerves میں خون جانا کم ہو گیا۔ خون کا بہاؤ کم ہوتا ہے اتنی ٹھنڈ میں تبھی تو اکثر لوگ نیلے پڑ جاتے ہیں۔"

انعم بیگ رکھ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔ دونوں ہی فینٹسی کی دلدادہ تھیں تبھی ایک دوسرے کو ایلسا اور ایسا کہتی تھیں۔ ان کا رشتہ اور بونڈنگ بہت حد تک ان کرداروں پر پوری اترتی تھی۔ انعم سنجیدگی میں اسکا اصل نام پکارتی اور عائشہ اس کو 'آپو' تب کہا کرتی تھی۔ جب اسے انعم پر ٹوٹ کر پیار آتا تھا۔

"ہم! ایلسا آپ کو پتہ ہے مجھے تو صبح گھر جانے کی ایکسائمنٹ میں نیند نہیں آرہی"

عائشہ نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا تو انعم اس کے بچوں والے انداز پر مسکرائی۔

"مگر سونا تو ہے ورنہ صبح اٹھا نہیں جائے گا تم سے"

عائشہ کو پچکارتے انعام نے اپنی سائڈ کالیمپ آف کیا اور لیٹتے ہوئے اسے شب بخیر کہا جبکہ عائشہ سے پہلے رُتھ کا جواب آیا تھا۔
"شُبیر" جس پر وہ دونوں کھلکھلائی تھیں۔

اس کمرے میں پانچ بیڈز تھے مطلب پانچ لڑکیاں رہتی تھیں۔ پانچویں کیتھی تھی جو کہ کل ہی اپنے گھر چلی گئی تھی کیونکہ انہیں ونٹر وکیشنز ہوئی تھیں جبکہ یہ سب مختلف وجوہات پر ایک دن دیر سے جا رہی تھیں۔ وہ سب زیادہ تر انگلش بولتی تھی اور اکثر رشین بھی جو کہ عائشہ کے بس کے باہر کی بات تھی۔ رشین وہ انعم سے ہی ٹرانسلیٹ کروا کے ہی بات سمجھتی تھی ورنہ اسے سیکھنے کا بھی کوئی شوق نہیں تھا۔ مگر آپس میں وہ دونوں اردو ہی بولتی تھی۔ خصوصاً گھر کا ذکر کرتے ہوئے لیا کے سامنے وہ اردو ہی استعمال کرتیں کیونکہ کچھ وجوہات پر وہ افسردہ ہو جایا کرتی تھی۔ جبکہ رُتھ ان دونوں کو دیکھ کر الٹی سیدھی اردو بولنے کی کوشش کرتی تھی جیسے کہ ابھی۔ اور لیا اپنے بیڈ پر لیٹی اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی (مطلب اس کا کچھ نہیں ہو سکتا) اور پھر ان سب کی ایک ساتھ ہنسی گونجی تھی اور پھر لائٹس اور لیمپز آف ہوئے۔

رات کے تیسرے پہر شہر سے 4 کلومیٹر کے فاصلے پر شدید برف باری میں ایک بڑا سا کھنڈر نما محل آسیب زدہ سالگ رہا تھا۔ ایسے میں ایک گاڑی وہاں آکر رکی۔ جس سے ایک آدمی نکلا۔ اس کھنڈر کے داخلی دروازے سے چار ہاتھ دائیں طرف جھک کر زمین سے برف ہٹانے لگا۔ برف گرتی ہیں نیچے سے

قدیم لاکر جیسی شے نظر آئی۔ اس شخص نے لاکر کی کیز کو مخصوص انداز میں سیٹ کر کے تالے کے درمیان اپنا انگوٹھا لگایا۔ قدیم دکنے والے اس تالے میں جدید سسٹم فٹ تھا۔ دو سیکنڈ کے بعد وہاں سے زمین کھکنے لگی اور وہ شخص گاڑی وہاں لاکر اس بننے والی ڈھلوان سے نیچے اتر گیا۔ جب کہ یہ خفیہ تالا پھر سے اپنی جگہ پر آگیا جو کہ دور سے دیکھنے پر تالا بھی نہیں بلکہ زمین پر پڑا کوئی پرانا پتھر لگتا تھا اور قریب آکر کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔

گاڑی ایک وسیع بیسمنٹ میں کھڑی ہوئی جہاں پہلے سے تقریباً ڈھائی سو گاڑیاں ہر طرح اور ہر دور کی تھیں۔ وہاں گاڑیاں گزشتہ صدی سے لے کر اس صدی کی بہترین کلیکشن میں سے تھیں باہر سے کھنڈر دکنے والا یہ محل اندر سے نہایت پُر تعیش اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے آراستہ تھا۔ وہ شخص تیسرے فلور پر تین الگ لفٹس سے ہو کر، ہر فلور پر سکیننگ کے بعد بارہ کیمروں اور چالیس گارڈز کے سامنے سے گزر کر اب ایک ہال میں کھڑا تھا۔ جہاں ایک شخص اندھیرے میں بیٹھا تھا جس کے ارد گرد دس گارڈز مستعد کھڑے تھے۔ جبکہ دو نازیبا لباس میں ملبوس لڑکیاں اس آدمی کا پیڈی کیور کر رہی تھیں۔ وہ خود غالباً باتھ روم میں ملبوس سگار کے کش لیتا سامنے لگی وال سائز سکرین پر ریسلنگ دیکھ رہا تھا۔ ایک گارڈ نے آگے بڑھ کر اسے کچھ کہا جس پر اس نے دو انگلیوں کو کھڑا کر کے مخصوص اشارہ کیا جن میں سگار دبا ہوا تھا۔ آنے والے شخص نے وہیں کھڑے بولنا شروع کیا۔ "سر ایڈم سے ڈیل ڈن ہو گئی ہے۔ آج سے اس کے دو آئی لینڈ، چار شپس "آئی سر" کے انڈر ہو گئی۔ اس کے علاوہ اس نے "ایک سو" چالیس ممالک سے لائی گئی خوبصورت لڑکیاں، ایک ٹن ریئر ڈرگز کے ساتھ بیس فی کلیکشن کی پسٹلز تحفہ آپ کے لئے بھیجی ہیں۔"

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

جب وہ کہہ کر چپ ہوا تو وہ آدمی "ہم" کہہ کر پھر سے لا تعلق ہو گیا۔۔۔ بظاہر۔
تھوڑی دیر بعد اس کی سرد آواز گونجی۔

"تم یقیناً صرف اتنی سی بات بتانے کے لیے نہیں آئے، کیا کچھ ایسا ہے ایرک جو تمہیں بتانا چاہیے؟"
اس شخص نے پُر سرار سا پوچھا۔۔۔ وہ دونوں رشتین میں ہی بات کر رہے تھے۔
"سر وہ۔۔۔ وہ MR ریشیا میں۔۔۔"

"کب سے؟"

ایرک کچھ توقف کے بعد بولا کہ اس آدمی نے بات کاٹ کر سوال کیا۔ جس کا مطلب ایرک خوب
جانتا تھا۔
"کل سے"

وہ جانتا تھا اب کیا ہو گا یہ سوالات تو محض اسے باور کروانے کے لیے تھے۔
پھر سے وہی سرد آواز گونجی اور ساتھ اس شخص نے مخصوص اشارہ کیا کہ دو گارڈ ایرک کے پاس
آئے۔ وہ اب بھی سنجیدہ کھڑا تھا۔ انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اس کے دس کے دس ناخن
اکھاڑ دیے۔

"اگر تم میرے کام کے نہ ہوتے تو آج زندہ نہ بچتے۔"

وہ سرد آواز میں کہہ کر سگھار بجھاتا پھر سے ریسلنگ دیکھنے لگا جبکہ گارڈز ایرک کو باہر لے گئے جہاں
وہ بیسمنٹ سے اپنی گاڑی لے کر نکل گیا۔
